چاندنی گنگنانے لگی

ام مریم

"السلام علیکم! گڈ نون ..... ہاؤ آر یو حرم۔"
فارہ نے اندر گھستے ہی بیگ اور چادر صوفے پہ پھینک کر حواس بحال کرتے ہوئے اک گہری سانس بھر کر کہا۔ کمرے میں آتے ہی اے سی کی کولنگ نے اس کے گرمی، پسینے اور پیاس سے بے حال وجود کو جیسے کسی حد تک پُرسکون کرنے میں مدد دی تھی۔ فلور کشن گھسیٹ کر وہ حرمت کے پہلو میں ہی لمبی لمبی لیٹ گئی جو ٹی وی میں منہمک گویا اس کی آمد سے بھی بے خبر

تھی..... جواباً سلامی بھیجنا تو دور کی بات۔ فارہ نے ذرا سا سر اٹھا کر اس کی محویت کو دیکھتے خود ہی احساس دلانا چاہا۔

"یار اتنی دھوپ سے آئی ہوں..... پانی ہی پلا دو، یخ ٹھنڈا سا۔" اس نے حرمت کے ہاتھ سے ریموٹ چھیننا چاہا..... ارادہ ٹی وی آف کرنے کا تھا مگر وہ تو چیل کی طرح جھپٹی تھی۔

"خبردار..... خبردار فارہ کی بچی ڈسٹرب نہ کرو، دیکھ نہیں رہیں کہ میں اپنا پسندیدہ شو دیکھ رہی ہوں۔" وہ جس طرح بغیر لحاظ مروت کے آنکھیں نکال کر غرائی تھی فارہ کا منہ بن گیا تھا۔ اس نے اسکرین پر شاہزادوں کی سی شانِ بے نیازی سے جلوہ گر مشہور و معروف اور ہر دل عزیز ڈراما آرٹسٹ آزر خان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دانت کچکچا کر بولی تھی۔

"غالباً یہ پروگرام تو تم رات کو بھی دیکھ چکی ہو گی اور اب پھر..... جی نہیں بھرا ابھی تک آنکھیں سینک سینک کر۔" اس نے بھی لحاظ مروت بالائے طاق رکھ کر بے نقط سنائیں اور تنتناتی ہوئی اٹھ کر خود فریج سے پانی کی بوتل نکال لائی۔ پروگرام میں وقفہ آ چکا تھا تبھی عزیزی حرمت کی توجہ اس پر ہو چکی تھی۔

"اچھا بتاؤ، کیسا گزرا پہلا دن تمہاری سو کالڈ جاب کا؟" وہ اپنی مسکراہٹ دبا رہی تھیں۔ آنکھیں پٹپٹا رہی تھی۔ چہرے پر شرارت کا عکس نمایاں تھا جو اس کی معصومیت بھری دلکشی کو مزید اجاگر کر رہا تھا مگر فارہ حلق تک بیزار تھی۔

"بکواس مت کرو مجھ سے..... خبردار جو میرے منہ لگیں تم..... بس تم اس آزر خان کو دیکھتی اور آہیں بھرتی ہی مر جانا..... خس کم جہاں پاک....." پانی کی بوتل کا ڈھکن اتار کر منہ سے لگانے سے قبل فارہ نے اس کی اچھی خاصی طبیعت صاف کرنا ضروری خیال کیا تھا۔ وہ برا مانے بغیر دانت نکالتی رہی۔

"اُف..... اتنا غصہ..... آج تو مجھے لگ رہا ہے اپنے بھائی کا زیادہ ہی درد اٹھا ہے تمہیں، تم جلتی کڑھتی رہنا مجھے کیا..... بہر حال بھول ہے تمہاری کہ اس کالو کو میں بھی منہ لگاؤں گی۔" جواباً اس نے بھی جلتی پر تیل ہی ڈالا تھا۔ فارہ کا چہرہ غم و غصے کی زیادتی سے سرخ پڑنے لگا مگر حرمت کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ اس کی جانب دیکھتی اور اس کے دکھ کو سمجھ پاتی..... پروگرام ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا۔

سہانی شام پوری طرح پر پھیلا چکی تھی۔ ہواؤں میں خوشگواری تھی..... جیسے گرمی کا زور ٹوٹتا ہوا لگ رہا تھا۔ ورنہ سارا دن تو تپتی رہی تھی..... وہ بڑے فریش موڈ میں تھی، ہاتھ میں پائپ پکڑے پودوں کو پانی میں نہلاتے اپنی لے میں گنگنانے میں مصروف تھی۔ جب سویا سویا سا چہرہ اور بکھرے بال لیے فارہ بھی اپنے کمرے سے نکل کر اسی سمت چلی آئی۔

"تیرے نال میں لائیاں اکھیاں
وے توں فیر وی دوریاں رکھیاں
تیری بے پروائی سجناں مینوں مار گئی"

"اس طرح تو ہوتا ہے میم! اس طرح کے کاموں میں۔" فارہ نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پائپ لے لیا۔ نل وہ پہلے ہی بند کر چکی تھی۔

"مثلاً کس طرح کے کاموں میں؟" حرمت بھویں چڑھا کر بولی۔

"کبھی غور تو کرو حرم! کہاں وہ مشہور و معروف آرٹسٹ جس کی شہرت پاکستان سے نکل کر باہر کے ملکوں تک جا پہنچی اور کہاں تم ایک عام سی گھریلو لڑکی! تمہاری طرح کی نہ جانے کتنی اور بھی عام اور..... بے وقوف لڑکیاں ہوں گی جو یہ حماقت کر رہی ہوں گی۔ حرم! تمہیں نہیں لگتا کہ تم سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہو؟" اس کے لہجے میں محسوس کیے جانے والا دکھ اور تاسف تھا..... شاید تبھی حرم خلافِ معمول کچھ نہیں بولی۔ ہونٹ بھینچے دوسری جانب دیکھتی رہی..... البتہ

چہرے پر ناگواری کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے فارہ کی بات کتنی بری محسوس ہوئی۔ دونوں کے درمیان طویل خاموشی کا تکلیف دہ وقفہ آیا۔ تب فارہ نے ہی اس خاموشی کے پردے کو چاک کیا۔

"اوہ ہاں! میں بتانا بھول گئی...... رات بھائی ہمارے لیے لان اور کاٹن کے سوٹ لائے ہیں، ابھی ویسے ہی رکھے ہیں...... میں نے سوچا پہلے تم پسند کرلو۔" اب اس کا انداز پہلے کی طرح نارمل اور کسی حد تک صلح جو، اپنائیت لیے ہوئے تھا مگر حرم کی ناگواری اس کے لہجے میں بھی در آئی تھی۔

"دیکھو...... تم اپنے بھائی سے کہہ دینا کہ وہ اپنی توقعات اور امیدوں کو کم از کم مجھ سے، میری ذات سے الگ ضرور کرلے...... کیونکہ میرا کبھی اس کی بیوی بننے کا ارادہ نہیں تھا اور نہ ہوگا۔" فارہ نے دکھ کی شدید کیفیت میں بھر کر آنکھوں میں سرخی لیے اسے ایک نظر دیکھا اور بولی۔

"کیا کمی ہے اس کی وجہ...... آذر خان؟" فارہ کا سوال بہت حتمی تھا، حرم دانت بھینچے کھڑی رہی، جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا۔ ماما انہیں پکار رہی تھیں، وہ یونہی تنا ہوا چہرہ لیے آگے بڑھ گئی۔ فارہ وہیں کھڑی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

☆☆☆

جب پہلی بار حرم پر یہ انکشاف ہوا تھا کہ وہ اپنی نادانی کے دور میں ہی عمر کی منکوحہ بنا دی گئی تھی تو ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ کتنا چیخی اور چلائی تھی وہ اس ایک بات کی وجہ سے۔

"ایک یہی شخص ملا تھا دنیا میں آپ کو میرے لیے؟" اس کے لہجے کی رعونت وہ بھی لاڈلے اور اکلوتے بھانجے کے لیے ماما کو بالکل اچھی نہیں لگی، جبھی اسے تنبیہا گھورا۔

"کیوں...... کیا کمی ہے عمر میں؟"

"خوبی کون سی ہے وہ بتا دیں؟" وہ پھنکاری تھی۔ بس نہ چلتا تھا جیسے نکاح کوئی کانچ کا برتن ہو جسے وہ دیوار سے مار کر لمحوں میں توڑ دے اور جان چھڑا لے۔

"بدتمیزی نہیں کرو حرم...... شوہر ہے وہ تمہارا...... تمیز سے ذکر کیا کرو سمجھیں!" ماما کے لہجے میں صرف تنبیہ نہیں تھی بے حد ناگواری بھی اتر آئی۔ وہ پیر پٹخنے لگی۔

"ہونہہ شوہر...... زبردستی کا بنایا ہوا...... نہیں مانتی میں اس رشتے کو۔" وہ کسی بھی پل رونے کو تیار تھی مگر ماما نے اس کا بازو پکڑ کر بے حد سختی سے جھٹکا دیا تھا۔

"آج جو کچھ اس تم نے یہاں میرے سامنے کرلی ہے حرم وہی کافی ہے، آج کے بعد میں ایسی کوئی فضول بات نہ سنوں۔ یہ بندھن تمہارے بابا کا باندھا ہوا ہے اور بھائی جان کی شدید خواہش اور ہم سب کی رضامندی بھی شامل تھی۔ تمہاری بیکار ضد کی خاطر ہم اپنے رشتوں کو نہیں توڑ سکتے۔ سو بی کیئرفل نیکسٹ ٹائم اوکے؟" ان کے سخت لہجے میں عجیب سی کاٹ وارننگ تھی۔ وہ خائف نہیں بھی ہوئی تو محتاط ضرور ہوگئی تھی مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ اس نے سانولے سلونے عام سے نقوش کے مالک عمر حسن کو بھی جبراً قبول کرلیا تھا۔ اس نے اپنا کھیل دوسرے انداز میں کھیلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس میں فتح کا امکان سو فیصد تھا اور وہ پُریقین تھی۔

☆☆☆

"السلام علیکم...... صبح بخیر......" گرے پینٹ کوٹ میں ملبوس ہاتھ میں پکڑا سیل فون جیب میں منتقل کرتا ہوا وہ اپنے مخصوص باوقار انداز میں ڈائننگ ہال میں داخل ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام! جیتے رہو میری جان...... خوش آباد رہو۔" بابا نے اخبار رکھتے ہوئے مسکرا کر بڑی خوش دلی سے اس کا خیر مقدم کیا اور فارہ کو...... ناشتا لانے کو آوازیں دینے لگے۔

”فارہ جلدی آجاؤ بھئی..... آج مجھے ذرا جلدی نکلنا ہے.....“ وہ گھڑی دیکھتے ہوئے خود بھی پکارا تو وہ چونک کر اسے تکنے لگے۔

”کیوں، خیریت ہے ناں بیٹے؟“

”جی بابا! آج بہت اہم آپریشن تو ہے ہی..... مجھے جنرل اسپتال کے دورے پر بھی جانا ہے، کچھ زخمیوں کی حالت تشویش ناک ہے، دیگر ڈاکٹرز کے ساتھ مجھے بھی ان کے چیک اپ کو جانا ہے۔ اس کے بعد فیصلہ ہو سکے گا کہ انہیں علاج کے لیے باہر بھجوانا چاہیے یا نہیں۔“ وہ کل ہونے والے بم دھماکے میں زخمیوں کی حالت ڈسکس کرنے لگا۔

وہ خاموشی سے سنتے رہے۔

”بیٹا اپنی صحت کا بھی خیال رکھا کرو..... زبروز رنگت ماند پڑتی جا رہی ہے، رات بھی بارہ بجے کے بعد آئے ہو، ماما بتا رہی تھیں تمہاری۔“ ان کے ٹوکنے پر وہ نرمی سے مسکرایا تھا کہ حرم کو شرارت سوجھ گئی تھی۔

”چاچو انہیں فیئرنیس کریم کا کمرشل دکھائیں..... پندرہ دن کا نکھار..... گارنٹی کے ساتھ، اگر یہ زیادہ بزی ہیں تو میں لا دوں گی ان کے لیے۔“

بظاہر مسکراتا شریر لہجہ مگر اس میں موجود اہانت کو فارہ بھی محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے ایک تسلی اور تنبیہی نگاہ حرم پر ڈالی مگر وہ متوجہ ہی کہاں تھی۔ وہ تو اپنے ہی خیال میں تھی۔

”جتنی بھی بھاگ دوڑ کر لو ڈاکٹر عمر حسن..... بہرحال تم آزر خان کے جیسے تو کبھی نہیں بن سکتے..... یاد رکھنا ویسے بھی تم زندگی کو خواہ مخواہ مشکل بنا رہے ہو، جتنا پیسہ ہے ناں چاچو کے پاس..... تم بیٹھ کر بھی اڑاؤ تو ختم نہ ہو مگر تمہیں تو.....“ وہ سوچ کر رہ گئی تھی۔ فارہ نے سرد آہ بھر کر عمر کے سامنے ناشتے کے لوازمات سجانے شروع کر دیے۔

”آپ کو جلدی اسپتال پہنچنا ہے بھائی؟“

”ہاں پہنچنا تو ہے..... خیریت.....؟ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟“ عمر نے چائے کا بھاپ اڑاتا مگ اٹھاتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھ کر کہا۔

”اگر آپ کو جلدی ہے تو پھر رہنے دیں..... ایکچوئیلی آج مجھے ایک گھنٹا لیٹ جانا تھا مگر حرم کا یونیورسٹی کا ٹائم تو یہی ہے..... میں سوچ رہی تھی کہ اگر آپ اسے ڈراپ کر دیتے تو.....؟“ وہ اپنا مسئلہ بتا رہی تھی، حرم نے سخت جز بز ہو کر فارہ کو گھورا وہ متوجہ نہیں تھی یا دانستہ نظر انداز کر رہی تھی۔

”او کے..... کر دوں گا..... کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“ وہ فی الفور جواب دے رہا تھا۔ فارہ نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

”مگر آپ کو دیر ہو سکتی ہے، اتنا اہم کام ہے آپ کا۔“ فارہ نے جتنی سنجیدگی سے کہا تھا اتنی سنجیدہ وہ تھی نہیں۔ مسکان اس کے ہونٹوں اور آنکھوں میں مچل رہی تھی۔

”اٹس او کے..... مینشن ناٹ..... حرم تم ناشتا کر چکی ہو تو اٹھ جاؤ..... ہری اپ۔“ اس نے پہلے فارہ کو تسلی دی تھی پھر حرم کو مخاطب کیا جو سخت نالاں اور جز بز نظر آ رہی تھی۔ عمر چائے کے ساتھ سلائس کے چند نوالے لے کر ہی کرسی پیچھے دھکیل کر اٹھ گیا تھا۔ فارہ کے ساتھ ماما نے بھی ٹوک کر ناشتا کرنے کو کہا مگر وہ رکا نہیں تھا اور حرم کو پورٹیکو میں آنے کا کہتا اپنا کوٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ وہ فارہ کو گھورتے ہوئے اپنا جرنل اور بیگ اٹھائے اِک طرح سے پیر پٹختی ہوئی اس کے پیچھے گئی تھی۔ فارہ بے اختیار ہنسنے لگی کہ اب ہنسی کنٹرول کرنا اس کے بس کی بات نہیں رہی تھی۔ ماما نے اسے کچھ حیرانی سے دیکھا۔

”تمہیں آج کیوں دیر سے جانا ہے اور یہ خواہ مخواہ ہنس کیوں رہی ہو؟“ ان کے استفسار پر وہ... گڑبڑاتی ہوئی فی الفور سنبھلی اور گلا کھنکھارا۔

”کچھ نہیں ماما.....! بس یہ سوچ رہی تھی کہ عمر بھائی کے ساتھ کتنی پیاری لگتی ہے ناں حرم۔“ وہ عمر کا

ادھورا چھوڑا ہوا ناشتا کرنے میں مصروف ہوئی، بہت خوب صورتی سے بات کا رخ بدل چکی تھی۔ مما بھی مسکرا نے لگیں۔

ہاں بیٹے...... اللہ دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔ ہزاروں خوشیاں دکھائے، پیارے لگتے تھے دونوں جبھی تو ایک مضبوط بندھن میں باندھ دیا۔'' ان کے جواب پر بجائے خوش ہونے کے وہ گم صم ہونے لگی۔

''شاید مضبوط بندھن بھی حرم کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا ماما! بس کیا بتاؤں آپ کو وہ کیا حماقت کررہی ہے، اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مارنا چاہتی ہے گویا احساس ہی نہیں ہے مگر میں اسے یہ حماقت نہیں کرنے دوں گی۔ وہ میرے بھائی کی بہت انمول خوشی ہے۔'' وہ بے حد سنجیدہ ہورہی تھی۔

''تمہارے لیے کھانا لاؤں؟'' آفس سے واپسی پر وہ اب فریش ہوکے باہر نکلی ہی تھی جب حرم نے اسے بڑے دوستانہ انداز میں آفر کی تھی۔ فارہ کے ہاتھ اپنے گیلے بالوں میں حرکت کرتے اسی زاویے پہ ساکن ہوئے اور چہرے پر بڑا خوشگوار سا تاثر ابھرا۔ گویا اس نے کھانے کی آفر نہیں کی اس کے بھائی کو قبولیت کی سند بخش دی ہو مگر جلد ہی بخوات دکھائی تھی۔

''کیوں...... ؟ آج وہ ہمارے رقیب روسیا کا پروگرام نہیں آرہا ہے کیا ٹی وی پر؟ جبھی یہ اخلاقیات نبھائی جارہی ہیں۔'' اس جواب پر حرم کی بڑی بے ساختہ قسم کی ہنسی چھوٹی تھی۔

''واہ...... کیا ڈائیلاگ ہے یار...... قسم سے، ویسے میرا خیال ہے یہ تمہیں نہیں تمہارے بھائی کو بولنا چاہیے تھے۔'' وہ جھوم جھوم گئی تھی۔ صاف ظاہر تھا موڈ خوشگوار ہے۔

''انہیں کبھی تم کوئی موقع دو تب ہے ناں۔'' فارہ کا شکوہ جیسے نوک زبان پر آدھرا تھا۔

''ہونہہ...... اگر ایک ذمے دار پوسٹ پر آکر بھی اس میں حوصلے اور جرأت کی کمی ہے تو اس میں میرا کیا قصور۔'' وہ کلس کر بولی اور کاندھے اچکا دیے۔ فارہ کو اس کی بات البتہ ہرگز پسند نہیں آئی تھی جبھی گھورا۔

''بکومت...... میرا بھائی بزدل نہیں ہے کہ حوصلے کی کمی ہو، بس عزت کرتا ہے تمہاری اور بہت شریف بھی ہے۔'' حرم کو یہ صفائی اور یہ طرف داری کرنٹ بن کر ہی لگی تھی۔ جبھی پھڑک اٹھی۔

''اُفوہ عزت...... محترمہ کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو تو بہتر ہے اور شرافت کا ڈھنڈورا بس تمہارے سامنے جتنا ہے، گنوں کے پورے ہیں موصوف...... پتا بھی ہے اسے کہ مجھے اس کے ساتھ بائیک پر بیٹھنا پسند نہیں...... اس کے باوجود صبح گاڑی کی خرابی کا بہانہ بنا کر مجھے بائیک پر لے کر گیا...... اوپر سے اسپیڈ اتنی زیادہ...... لاکھ چاہا فاصلہ برقرار رکھوں مگر گرنے سے بچنے کو اس کا کندھا دبوچنا ہی پڑا......'' وہ کلس کر کہہ رہی تھی۔ فارہ کا ہنستے ہنستے برا حال ہونے لگا۔

''اس میں خباثت کہاں سے آگئی۔ یہ تو محبت ہے میری جان۔ وہ اس کے پاس آکر گلے میں بازو حائل کرتے ہوئے مدھر انداز میں گنگنائی۔ حرم نے بھرپور غصے سے اس کے ہاتھ جھٹک دیے اور اسے گھورتے ہوئے فاصلے پر ہوگئی۔

''مگر مجھے ایسی محبت نہیں چاہیے۔'' اس کا لہجہ و انداز قطعیت سے بھرپور تھا۔ فارہ کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرا گیا تھا۔

''ایسے مت کہو حرم! میرے بھائی کا دل ٹوٹ جائے گا۔ وہ بہت چاہتے ہیں تمہیں...... اس بات کی میں تمہیں گارنٹی دیتی ہوں۔'' فارہ تو جیسے تڑپ اٹھی تھی۔ حرم نے طنزیہ کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا۔

''ارسلان بھی بہت چاہتا ہے تمہیں۔ تم نے آج تک اس کی پزیرائی کیوں نہیں کی؟ جبکہ وہ تمہارے ساتھ کھڑا اتنا عجیب بھی نہیں لگتا جتنا تمہارا بھائی اپنے

دبے ہوئے رنگ کی بدولت میرے ساتھ کھڑا ہوا لگتا ہے۔" اس کا لہجہ بے حد تضحیک آمیز اور کاٹ دار تھا۔
فارہ کا چہرہ دھواں دھواں ہو کر رہ گیا۔ اگلے کئی ثانیوں تک وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں ہو سکی تھی پھر خود کو خاصی دقت سے سنبھال کر بولی تو لہجہ نارمل تھا۔

"بھائی کی رنگت سانولی ہے مگر وہ پُرکشش نظر آتے ہیں حرم! پھر سب سے اہم بات یہ کہ تمہیں بہت چاہتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے بزرگوں کی خوشی بھی اسی میں ہے......"

"میں نے تمہیں اپنے بھائی کی شان میں قصیدہ پڑھنے کو نہیں کہا، اطلاعاً عرض ہے محترمہ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" اس نے فارہ کی بات کاٹی۔

"وہ اور معاملہ ہے اسے چھوڑ دو۔" فارہ نے ایک گہری سانس کھینچی اور خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور اس سے نگاہیں چار کیے بنا اسی سنجیدگی سے بولی تھی۔ حرم کو عجیب سی آگ لگ گئی تھی اس جواب سے جبھی تند لہجے میں بول پڑی۔

"کیا وہ محبت کا معاملہ نہیں ہے؟ اور کیوں چھوڑ دوں اسے؟" فارہ نے بے بسی کا شکار ہوتے ہوئے اسے دیکھا جو بہت کچھ جانتے ہوئے بھی دانستہ اس کی اذیت کا سامان کر رہی تھی اور پیچھے ہٹنے پر آمادہ بھی نہیں لگتی تھی۔

"بتاؤ مجھے؟ کیا کمی ہے ارسلان بھائی میں......؟ آرمی میں کیپٹن ہیں، ہینڈسم ہیں اور سب سے بڑھ کر تمہارے خواہش مند ہیں۔" اس کا لہجہ صاف طنزیہ ہوا تھا۔ فارہ نے ہونٹ بھینچے اور جلتی ہوئی نظریں اس پر جمائیں۔

"کمی تو میرے بھائی میں بھی کوئی نہیں ہے...... وہ بھی پڑھے لکھے ہیں، اچھی پوسٹ پر ہیں، اور......"

"اللہ کے واسطے اب ہینڈسم نہ کہہ دینا...... مانا باقی کی خوبیاں ہوں گی مگر اس معاملے میں بہت غریب ہے تمہارا بھائی...... مجھے آزر پسند ہے، واضح رہے آزر اور تمہارے بھائی کا کسی بھی لحاظ سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔" اس کا انداز سراسر تمسخر اڑاتا ہوا تھا۔ فارہ کا چہرہ ایک دم سے بے تحاشا سرخ پڑ گیا۔ وہ کچھ دیر اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر اک لفظ کہے بغیر وہاں سے جا چکی تھی۔ آج وہ اس کے پھینکے تیروں سے اتنی زخمی ہوئی تھی کہ جواباً اسے سرزنش کرنا، صفائی دینا بھی یاد نہیں رہا۔ اسے لگتا تھا اگر وہ اک پل بھی اس بے حس لڑکی کے آگے ٹھہری تو اپنا ضبط کھو دے گی اور کم از کم وہ اس کے سامنے اپنے آنسو بے مایہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آزر خان کا تجزیہ اور تعریفیں تو ایسے کر رہی تھی گویا وہ اسے اپنا پروپوزل ہی تو پیش کر چکا ہو۔

☆☆☆

عمر اپنے دھیان میں سلام کرتا اندر آیا تھا مگر وہاں پہلے سے ارسلان کو براجمان پا کر مسکرایا۔ ارسلان کا تپاک ہمیشہ کی طرح تھا وہ اٹھ کر بہت پُرجوش انداز میں گلے لگا تھا اس کے۔

"وعلیکم السلام......! آپ کیسے ہیں؟" عمر نے اس کا لمبا چوڑا... وجیہہ سراپا... نہایت محبت سے اپنے مضبوط بازوؤں میں بھینچا اور مسکرایا۔

"رات کو آیا تھا...... صبح ہوتے ہی یہاں بھاگا آیا مگر لگتا ہے کسی کو ہمارے آنے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی۔" اس کی شکوہ کناں نظریں بالخصوص فارہ پر جا پڑیں۔ جو ٹیبل پر ناشتے کے لوازمات سجا رہی تھی۔ اس کی اس حرکت پر وہ بھی عمر کے سامنے بری طرح شپٹا کر رہ گئی۔

"ارے نہیں ڈیئر...... تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ یہاں سب کے لیے بہت خاص ہو تم۔" عمر جو اپنے سیل فون پر کوئی نمبر پش کر رہا تھا۔ اس کے شکوے کے جواب میں فطری سادگی سے وضاحت پیش کر گیا۔

"ریحلی......؟" وہ فوراً بھل اٹھا تھا اور چمکتی متبسم معنی خیز نظروں سے فارہ کو دیکھا جو بہت خوب صورتی سے اسے نظر انداز کیے ہوئے تھی جبھی اس کا منہ پھر لٹک گیا۔

"کیسے مان لوں میرے بھائی..... دو گھنٹے سے آیا بیٹھا ہوں۔ مجھے تو کسی نے چائے کا بھی نہیں پوچھا۔ اب بھی دیکھ لو..... کپ میرے بجائے تمہارے آگے رکھا گیا ہے۔" اس نے نچلا ہونٹ دبا کر مسکراہٹ ضبط کی تھی مقصد صرف فارہ کو کچھ بولنے پر اکسانا تھا مگر وہ ہنوز نظر اندازی کے فارمولے پر عمل پیرا تھی۔ عمر کو ہی معاملہ سنبھالنا پڑا۔

"کیوں بھئی فارہ گڑیا! کیا واقعی مناسب پروٹوکول نہیں ملا ہے کیپٹن صاحب کو؟ بھئی خیال رکھا کرو۔"

عمر کا ہلکا پھلکا لہجہ ارسلان کے چہرے پر خجالت بھری مسکان سمیت لایا۔ جبھی وہاں حرم بھی آ گئی۔ حرم نے دونوں کو خوشگوار موڈ میں باتیں کرتے دیکھا تو صرف سرد نظروں سے دیکھنے پر اکتفا کیا اور نخوت سے سر جھٹک کر فوراً وہاں سے چلی گئی۔ عمر کے چہرے پر تردد سا پھیل گیا۔ اداسی آنکھوں میں الجھن تیر رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے عمر بھائی.....! حرم آپ سے خفا ہیں؟" ارسلان کی قیاس آرائی پر عمر چند ثانیوں کو ساکن رہ گیا۔ اگلے لمحے خود کو سنبھال کر نرمی سے مسکرا دیا تھا۔

"نہیں، تمہیں غلط فہمی ہوئی، تم سناؤ؟ جاب کیسی چل رہی ہے؟" اس نے جلدی سے بات پلٹی تو فارہ سرد آہ بھر کے رہ گئی۔

"بہت اچھی، آپ کے حوالے سے جو خبر لگی تھی ناں اخبار میں وہ پڑھی تھی میں نے۔ بہت اچھی کاوش ہے آپ کی غریبوں کے لیے اسپتال بنوانے کی۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔" ارسلان کے سراہتے لہجے میں حقیقی ستائش تھی۔ جہاں فارہ چونکی وہیں عمر خجل اور خفیف سا نظر آنے لگا۔ کوئی وضاحت نہ ہی کوئی اقرار..... البتہ فارہ کے اشتیاق کی کوئی حد نہیں رہی۔

"یہ کب کی بات ہے؟ ہمیں تو پتا بھی نہیں بلکہ بھائی نے ذکر ہی نہیں کیا ہم سے۔" وہ شاکی بھی تھی اور بے تحاشا پُرجوش بھی..... عمر کی کامیابی گویا اس کے لیے بھی تمغۂ امتیاز تھا۔ عمر نے اس موضوع کو چلنے نہیں دیا جبھی دانستہ بات بدل دی۔

"کاش آپ نے یہ بات حرم کے یہاں سے اٹھ کر جانے سے پہلے کی ہوتی..... اس پاگل لڑکی کو بھائی کی جانب سے عجیب و غریب قسم کی شکایتیں ہیں۔" فارہ کے لہجے میں ملال تھا۔ ارسلان البتہ اس کے اپنائیت بھرے انداز تخاطب پر ضرور خوش ہوا تھا مگر عمر کی موجودگی میں کھل کر اظہار کرنے سے باز رہا۔

"کیا وہ ابھی تک مسٹر آزر خان سے انسپائر ہیں؟ سنا ہے وہ محترم بھی ڈاکٹر ہیں پیشے کے لحاظ سے۔" وہ اچنبھے میں گھر کر سوال کر رہا تھا۔ عمر کے چہرے پر ایک سپاٹ تاثر ابھرا۔ فارہ نے گہری سانس بھری۔

"ابھی تک سے کیا مراد ہے آپ کی؟" فارہ نے عمر کو نارمل انداز میں ناشتا کرتے دیکھ کر ارسلان سے سوال کیا۔

"یعنی میرا مطلب ہے، یہ انسپائریشن تو ہمیشہ رہنے والی ہے، ویسے آزر خان بندہ ایسا ضرور ہے کہ اسے لائیک کیا جائے مگر اس کی یہ پسندیدگی کچھ قابل اعتراض اس لیے ہو رہی ہے کہ وہ اس وجہ سے حقیقی خوشیوں کے دروازے خود پر بند کر رہی ہے، نہ صرف خود پر بلکہ اپنے سے وابستہ لوگوں کو بھی ہرٹ کر رہی ہے۔" فارہ نے یہ سب کہتے ہوئے عمر کو دیکھا جو کانوں میں گویا کڑوا تیل ڈالے بیٹھا تھا۔ فارہ کو ایک دم سے غصہ آنے لگا جبھی وہ پھٹ پڑی۔

''بھائی آپ کچھ بولتے کیوں نہیں؟ آپ اتنے کول کیوں ہیں آخر؟ وہ آپ کی منکوحہ ہے اور......''

''نہیں...... مجھے برا نہیں لگتا...... شاید اس لیے کہ آزر کو میں خود بھی بہت پسند کرتا ہوں۔ وہ آرٹسٹ ہے اور لوگ اسے لائیک کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے اس میں کوئی ایسا برا ماننے والی بات نہیں ہے۔'' اندر کی تمام تر کیفیات کو عیاں کیے بغیر وہ بہت رسان سے کہہ رہا تھا۔ ارسلان نے عجیب نگاہوں سے اسے دیکھا جبکہ فارہ کے چہرے پر دہاد با غصہ تھا۔

''مگر وہ پسندیدگی کے اس راستے پر اندھا دھند جس طرح بھاگ رہی ہے بھائی یہ تشویش ناک امر ضرور ہے...... محترمہ کے مستقبل کے ارادوں کا شاید آپ کو پتا نہیں...... شوبز میں نام کمانا چاہتی ہیں، آزر خان کے ساتھ کام کرنے کے خواب دیکھتی ہیں محترمہ...... بقول اس کے وہ اس گھر کے دیگر مکینوں کی طرح کنویں کی مینڈک نہیں بنے گی۔'' غصیلے انداز میں وہ تیز تیز بول گئی۔ عمر نے بے اختیار نظریں چرا لیں۔

''میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں، اگر چاچو، چاچی جان کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو......''

''یعنی وہ شوبز میں جائے، کام کرے، آپ کو اعتراض نہیں ہوگا؟'' فارہ شاکڈ سی عمر کو دیکھ رہی تھی۔ عمر نے گہری سانس بھر کے کاندھے اچکائے۔

''میں اعتراض کیوں کروں گا؟ میں آج تک اس کے راستے کی دیوار بنا ہوں نہ بننے کا ارادہ ہے، اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی پسند کا راستہ چن لے۔'' اب کی مرتبہ عمر کا لہجہ دھیما، مدھم اور عجیب سی یاسیت لیے ہوئے تھا جسے فارہ ہی محسوس کر سکتی تھی۔ وہ خاموش مگر افسردہ نظروں سے اسے دیکھتی رہی...... پھر نم آنکھیں جھپکتی تیزی سے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

''اگر حرم نے میرے بھائی کا دل ہمیشہ کو دکھا دیا تو میں بھی اسے معاف نہیں کروں گی۔'' سارا دن وہ یہی سوچ کے خود سے عہد باندھتی رہی تھی جبکہ دوسری جانب عمر حسن تھا۔ جس کے اندر آج کی باتوں کے بعد عجیب سی بے چارگی و بے مائیگی اتر آئی تھی۔ وہ فارہ کی طرح جذباتی نہیں تھا...... نہ اپنے جذبوں میں بے اختیار...... اسے خود پہ بھی اختیار تھا اور وہ اپنے جذبات کی پامالی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اب بھی جب وہ ان کے ہاں عارضی طور پر رہنے آئی تھی تو ساتھ میں آزر خان کے بڑے بڑے پوسٹرز بھی اتار کر لانا نہیں بھولی تھی۔ جب وہ بہت ذوق شوق سے انہیں کمرے کی دیواروں پر سجانے میں مصروف تھی۔ فارہ خاموش نہیں رہ سکی۔

''چند دن کی بات تھی، کیا ضرورت تھی ان تصویروں کو اٹھا کر لانے کی...... نری فضولیات۔''

''خبردار...... جو آزر کو کچھ کہا...... اور سنو...... اب ہی تو ضرورت تھی۔ یہی بات ہے تمہارے بھائی کی شکل اتنے دن دیکھنے اور سہنے کا حوصلہ نہیں تھا مجھ میں...... فرسٹ ایڈ کا یہ سامان ضروری تھا۔'' اور عمر جو کسی کام کی غرض سے فارہ کو بلانے آیا تھا اتنی بات سن کر ہی الٹے قدموں مڑ گیا تھا۔ دکھ کی بات حرم کے الفاظ نہیں اس کا جتلاتا لہجہ تھا۔ وہ اس کی دروازے میں جھلک دیکھ لینے کے بعد ہی اتنی سفاک ہوئی تھی پھر اس کے بعد بھلا گنجائش تھی کہ وہ کوئی خوش فہمی پالتا، کوئی خواب بنتا...... فارہ تو پاگل تھی، اس کی امیدیں بھی اس کی طرح سادہ اور معصوم تھیں جبکہ وہ نہ تو احمق تھا نہ ہی خوش فہم......

☆☆☆

''جان چھوڑ دو بھئی اس کی...... اب ذرا پڑھائی بھی کر لو۔ ایگزامز نزدیک ہیں تمہارے۔'' اسے ٹی وی میں مگن دیکھ کر فارہ جو اس کی لان کی شرٹ سی رہی تھی ٹوکتے ہوئے بولی۔

''یار یہ آزر کو کیا سوجھی؟''

''کیا ہو گیا......؟ خیریت؟'' وہ شرٹ مشین

سے نکال کر قینچی سے دھاگا کاٹتے ہوئے بولی۔

"اتنی فضول لڑکی ہے بسمہ..... اس کے ساتھ منگنی کر رہا ہے۔" اس کے لہجے میں تاسف اور... فکرمندی تھی جبکہ وہ بے نیاز رہی۔

"ہاں تو کیا ہوا......؟ مرضی کا مالک ہے ہر کوئی؟" فارہ کا انداز لاشعوری طور پر جتلانے والا ہوگیا۔

"بالکل ہی احمق ہے آزر..... اتنی جلدی کا ہے کی ہے..... آخر بسمہ میں ہے کیا جو اسے نظر آیا؟" سخت مضطرب لگ رہی تھی وہ ہر انداز سے...... ہونٹ بے دردی سے کچلتی..... گلابی نازک موی انگلیاں مروڑتی فارہ کو بھی اس پر رحم آیا۔

"تمہارے اس طرح خود کو ہلکان کرنے سے کیا وہ یہ احمقانہ فیصلہ نہیں کرے گا؟ رحم کرو کچھ خود پر کیونکہ تم میرے بھائی کی امانت ہو۔"

فارہ کی اس درجہ فضول بات پر وہ اتنا جھلائی کہ جو ہاتھ لگا اس کی طرف پھینکتی چلی گئی۔ یہ خفت اس وقت مزید بے حال کر گئی تھی جب اس نے دروازے میں کھڑے عمر حسن کو دیکھا تھا جبھی خفت مٹانے کو اس پہ الٹ پڑی۔

"ایٹی کیٹس کس چڑیا کا نام ہے ذرا اس پر بھی دماغ کھپا لیا ہوتا...... ہونہہ...... کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے غالباً دستک دینی چاہیے۔" لال بھبوکا چہرہ غصیلی آنکھیں---- اس کا بس نہ چلتا تھا کہ کیا کرلے۔

"مائنڈ اٹ محترمہ..... یہ ان کی بیوی کا کمرا ہے، جس میں آنے سے قبل اجازت کی وضع قانون نافذ کرتا ہے نہ ہی شریعت....." اس سے قبل کہ عمر کچھ بولتا فارہ نے بہت خوبی سے اس کی طبیعت صاف کر دی تھی حرم کا چہرہ اس جتلاتے ہوئے انداز پر مزید تپ گیا۔

"تم بھی غور سے سن لو، بیوی نہیں منکوحہ...... اور واضح رہے کہ یہ نکاح بھی میری نادانی کا نتیجہ تھا۔

جب میرے کفیل میرے والدین تھے اور میں نابالغ..... ایسے نکاح کو لڑکی کی مرضی ہوتی ہے کہ وہ بالغ ہونے کی صورت میں قائم رکھنا چاہتی ہے یا نہیں؟" ایک، ایک لفظ چبا کر کہتی وہ اس قدر بے حس، مغرور، سفاک اور بے لحاظ لگی تھی عمر کا چہرہ تمام تر ضبط، تحمل اور برداشت کے باوجود دھواں دھواں ہو کر رہ گیا تھا۔ جبھی وہ فی الفور خود کو نہیں سنبھال سکا اور کچھ کہے بغیر وہاں سے ہونٹ بھینچتے ہوئے تیز قدموں سے واپس چلا گیا۔ اس کے بعد فارہ اور حرم کے درمیان کیا اور کس طرح بات ہوئی وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ جاننا بھی نہیں چاہتا تھا۔ حرم کی اس قسم کی فضول اور بے تکی باتوں اور حرکتوں کو آج سے قبل وہ اس لیے بھی نظر انداز کرتا رہا تھا کہ اس کے خیال میں وہ ابھی کم عمر اور ناسمجھ تھی۔ اتنی چھوٹی عمر میں لڑکیاں ویسے بھی نادان اور بہت جذباتی ہوتی ہیں مگر اس طرح قدم قدم پہ اسے تحقیر کروانا اور بے مایہ کرنا بھی اسے زیب نہیں دیتا تھا، کتنی دیر وہ ٹہل ٹہل کر اپنے اندر جل اٹھنے والے الاؤ کو بجھانے کی سعی کرتا رہا تھا۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی اور فارہ اجازت لیتی اندر داخل ہوگئی۔ عمر نے جھک کر سگریٹ دراز سے نکالنے کے بہانے گویا اپنے تاثرات اس سے مخفی رکھنے چاہے۔

"آئی ایم سوری بھائی......" وہ اس کے بازو سے آکر لگتے ہی سسکی۔ عمر نے کچھ کہے بغیر اس کا سر سہلایا تھا۔

"وہ بہت بدلحاظ ہو رہی ہے..... مجھے ڈر لگتا ہے، اس کا کوئی الٹا سیدھا قدم اس خاندان کو نہ بکھیر کے رکھ دے۔ آپ بھی کچھ نہیں کہتے ہیں اسے....." وہ الٹا اس سے شاکی ہونے لگی۔

"تم پریشان نہ ہو..... اس پر کوئی جبر کوئی دباؤ نہ ڈالو۔ فارہ یہ رشتے ایسے قائم رہتے بھی نہیں ہیں۔" عمر نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔ یہ خیال بہت سوہانِ

روح تھا کہ وہ دونوں خدانخواستہ ایک نہیں ہوں گے۔

"پہلے وہ اتنی بدتمیزی نہیں کرتی تھی مگر اب...... بھائی مجھے کبھی کبھار لگتا ہے وہ آپ کی توجہ کی خواہش میں یہ ساری فضول اور اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتی ہے، ہے ناں......؟" وہ کسی خیال میں گم ہوتی کہہ رہی تھی۔ عمر حسن کے چہرے پر بہت تلخ قسم کی مسکراہٹ ابھری۔

"خوش فہمی کی حد بھی تم پر ہی ختم ہوتی ہے، احمق لڑکی......" اس کا ایک ایک لفظ زہر میں ڈوب کر ابھرا تھا جیسے، فارہ خفت زدہ سی ہوگئی۔

"نہ سہی...... لیکن آپ اسے ڈانٹیے گا ضرور...... اپنے رشتے کا استحقاق استعمال کریں بھائی...... اگر ڈانٹ نہیں سکتے تو پھر بھی اس سنجیدگی کے دائرے سے نکل کر اس پر بہت توجہ...... بہت محبت لٹا کر ضرور پرکھیے گا اسے۔ آئی ایم شیور...... وہ بہت مثبت رسپانس دے گی۔" اس کا لہجہ بہت مضبوط اور پُریقین تھا وہ محض سر جھٹک کر رہ گیا۔ اس نے کہا نہیں تھا مگر وہ رشتوں میں زور زبردستی اور جبر کا کبھی قائل نہیں رہا تھا اور وہ بھی میاں بیوی کا رشتہ......

☆☆☆

وہ سب ماموں کی طرف آئے ہوئے تھے۔ آج سائرہ (ارسلان کی بہن) کی مایوں کی تقریب تھی۔ حرم کی سج دھج دیکھنے والی تھی۔ سلور کلر کے لہنگے کے ساتھ پرل کا سیٹ، بالوں کا بہت خوب صورت اسٹائل بنا رکھا تھا۔ اس پر موتیے کے گجروں کی کلائیوں میں بہاریں...... وہ صحیح معنوں میں حواسوں پر سحر طاری کر رہی تھی۔ فارہ نے تو اسے دیکھتے ہی بالکل ماما کے انداز میں ہی اس کی بلائیں لی تھیں پھر شوخی سے آنکھیں گھما کر بولی تھی۔

"اُف...... اتنی قہر سامانیاں، آج بے چارے میرے بھائی کی خیر نہیں ہے، حسن کے سارے ہی ہتھیار تیز کرلیے تم نے۔" اور وہ جواب میں ناک چڑھا کر رہ گئی۔

"ہونہہ...... بات تو تم اس طرح کر رہی ہو جیسے مجھے ہی تو دیکھیں گے بس وہ محترم......" اور فارہ کو یہ ناز بھرا شکوہ ہی لگا تھا۔ جبھی جی جان سے خوش ہوگئی تھی۔

"ہوں...... بات تو تم بھی ایسے کر رہی ہو جیسے کبھی کسی موقع پر تم نے انہیں کسی اور پر لائنیں مارتے پکڑا ہو۔" اس کے لہجے کی شوخی اس کے الفاظ سے عیاں تھی اور حرم نے جواب میں نخوت سے ناک چڑھائی تھی اور کسی قدر سرد انداز میں گویا ہوئی۔

"نہیں بھئی...... یہ الزام تو میں واقعی نہیں لگا سکتی۔ شریف تو اتنے ہیں وہ کہ کبھی مجھ پر بھی لائن نہیں ماری۔" وہ گویا اس کا مذاق اڑا کر ہنسی تھی۔

☆☆☆

آج آذر رحمان کی اسمہ خاتون سے باقاعدہ منگنی کی تقریب ہو رہی تھی۔ وہی شوبز کے چونچلے اور ادائیں، میڈیا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔ لمحہ لمحہ کی خبریں...... بلکہ ایک نجی چینل تو تقریب کو براہ راست نشر کر رہا تھا۔ حرم سارا دن کمرے میں بند ٹی وی دیکھنے میں مصروف رہی اور ساتھ جلنے کڑھنے میں بھی۔ اگلی صبح یونیورسٹی جانے کو تیار ہو کر باہر آئی تو چہرہ ستا ہوا جبکہ آنکھیں بے خواب لگ رہی تھیں۔ فارہ نے کن انکھیوں سے اسے دیکھتے اس خبر کو خوب مرچ مسالا لگا کر سب کو سنایا تھا۔ مقصد اسے دکھ دینا نہیں...... اس پر کچھ باور کرانا تھا۔ حرم چپ چاپ اپنا بیگ اٹھائے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے چاچی...... اب اجازت دیجیے۔" وہ ان کے آگے جھکی۔

"فی امان اللہ! میری بچی......" انہوں نے اس پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونک ماری اور پیشانی چوم لی۔ وہ باہر نکلی تو فارہ نے جانے کب کی سینے میں اٹکی ہوئی سانس آزاد کی۔

"آنکھیں دیکھیں اس کی ماما...... مائی گاڈ...... جیسے روتی رہی ہو...... مجھے تو اب ڈر لگنے لگا ہے۔" فارہ نے جھرجھری سی لی تھی۔ ماما نے سیب کاٹتے ہوئے چھری ہاتھ میں رکھ دی۔

"پریشانی کی بات نہیں ہے کوئی...... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بچیاں اس عمر میں ایسی ہی جذباتی حرکتیں کر جاتی ہیں۔" ان کی بات پر فارہ کو خفقان سا ہونے لگا۔

"آپ ہی عمر بھائی کو کچھ سمجھائیں......" اس کے زور ڈالنے پر ماما نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"مطلب کیا سمجھاؤں؟" وہ حیران تھیں۔

"یہی کہ حرم سے کھل کے بات کریں، وہ آخر اس طرح انہیں اگنور کیوں کر رہی ہے۔"

"ہاں میں کہوں گی عمر سے بھی...... اور خود بھی کروں گی بات حرم سے...... تم پریشان نہ ہو۔" وہ مسکرائیں تو فارہ گہری سانس بھر کے رہ گئی۔

☆☆☆

"بھائی ایک منٹ رکیے......" فارہ کے پکارنے پر وہ جو بہت اہم کیس کی فائل کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھا چونک کر متوجہ ہوا۔ فارہ سامنے بیڈ پر ٹک گئی تھی یعنی تسلی سے بات کرنے کے موڈ میں تھی۔ جبھی عمر نے فائل بند کر کے سائڈ پر رکھ دی اور اس کا لا کر رکھا چائے کا مگ اٹھا لیا۔

"آپ اسپشلائزیشن کے لیے کیوں نہیں جاتے آخر؟" وہ بے حد سنجیدگی سے سوال کر رہی تھی مگر عمر اس قدر اچنبھے میں گھر گیا۔

"خیریت...... تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"اک بات مانیں گے بھائی؟" عمر محض اسے دیکھ کر رہ گیا۔ اس کی نظروں کا انداز ایسا تھا کہ بنا کہے اس کا مطالبہ جان گیا ہو جبھی بے حد خاموش بیٹھا رہا۔

"آپ مزید پڑھنے کے لیے باہر چلے جائیں بھائی...... پلیز بھائی میری بات مان لیں۔"

"تم کیا سمجھتی ہو فارہ...... اگر میں ایسا کر لوں گا تو حرم اپنی چوائس بدل لے گی؟" وہ جتنی بجھی ہوئی تھی عمر اسی حد تک تلخ اور سفاک ہو گیا۔ سوال اور نظریں ایسی تھیں کہ فارہ کی نظریں شرمندگی سے جھک گئیں۔ اس کے لہجے کا ان کہا کرب جیسے پھانس بن کر فارہ کے دل میں پیوست ہو گیا تھا۔

"بھائی میں......" اسے عمر کا یوں بکھرنا اچھا نہیں لگا تھا جبھی کچھ کہنا چاہا مگر الفاظ اس پل ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

"چھوڑو فارہ گڑیا سب۔ بس جانے دو، جو جیسا ہے اسے چلنے دو، ہم اپنی کسی بھی کوشش سے تقدیر کے لکھے کو نہیں بدل سکتے...... سو بی بریو مائی سس! جو کل ہونا ہے بہتر ہے اس کے لیے خود کو آج تیار کر کے رکھو۔" وہ خود زخم زخم تھا مگر اسے حوصلہ دینے کو لفظ ترتیب دے رہا تھا۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس طرح اسے آزر خان مل جائے گا آپ کی قربانی سے؟ پا لے گی وہ احمق لڑکی اس شخص کو؟ بھائی آزر خان منگنی کر چکا ہے اور......" وہ بے ساختہ چیخنے لگی تھی کہ عمر نے اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ تڑپ کر سسکیاں بھرنے لگی۔

"فارہ...... کول یار...... کیا ہو گیا ہے بیٹے...... ٹیک اٹ ایزی......" عمر کتنی محبت سے اس کے آنسو پونچھ رہا تھا۔ بے حد توجہ اور نرمی سے دھیرے، دھیرے سمجھاتا ہوا وہ ایک بے حد پیارے دل کا مالک بہت خاص انسان تھا، ہرگز بھی ٹھکرائے جانے کے قابل نہیں مگر یہ بات وہ بے وقوف لڑکی کہاں سمجھتی تھی۔

"تم اپنے دل پر بوجھ نہ ڈالو فارہ...... یقین کرو، مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ میری شادی حرم سے ہوتی ہے یا کسی اور سے......" اسے ساتھ لگائے تھپکتا ہوا جو تسلی وہ بہن کو دے رہا تھا اس میں کس حد تک صداقت تھی یہ وہ بھی بہت اچھے سے جانتا تھا اور

خود فارہ بھی..... جبھی وہ مزید دکھ سے بھر گئی تھی لیکن یہاں خاموش رہ کر بھرم قائم رکھنا تھا۔ جواب اور بھی ضروری ہوتا جا رہا تھا مگر یہ خاموشی کسی کی سلگتی ہوئی روح کو مزید بھڑکانے کا باعث بن گئی تھی جو بہت جوش و خروش کے ساتھ فارہ کے پاس آئی تھی۔ واپس پلٹی تو قدموں سے بے حد شکستگی لپٹی ہوئی تھی اور آنکھیں ہر لمحہ دھندلائی جا رہی تھیں۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری تھی اور جیسے آنسوؤں کو اپنی من مانی کے لیے آزادی کا پروانہ مل گیا۔ خود پر چڑھایا ہوا خول آج بہت برے طریقے سے چٹخا تھا۔

ریجکشن کا لفظ جتنا تکلیف دہ ہے اس عمل سے گزرنا اس سے کہیں بڑھ کر اذیت ناک..... وہ تو بارہا اس جانگسل کیفیت سے گزری تھی۔ بہت نو عمری سے ہی یک طرفہ محبت کا عذاب اس پر مسلط ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ خود یہاں نہیں تھی مگر اس کے نام کا احساس ایسا بھرپور تھا جو اس کے گرد حصار باندھے رکھتا۔ اس نے ہمیشہ اپنے نام کے ساتھ عمر کا نام سنا تھا۔ ماما، پاپا اس کا تذکرہ اتنے پیار سے کرتے، ایسے اس کے قصیدے پڑھا کرتے گویا وہ دنیا کا سب سے حسین شخص ہو مگر جب اس نے اسے دیکھا تو وہ چہرہ دنیا کا سب سے حسین چہرہ نہ ہو کر بھی اسے سب سے زیادہ پیارا ضرور ہو گیا تھا۔ اس کا سامنا حرم کا رنگ متغیر کر دیتا۔ اس کا نام دل کی دھڑکنوں میں انتشار برپا کرتا رہتا۔

لیکن ضروری نہیں جیسا ہم چاہیں ویسا ہو بھی جائے..... یہ خمار اترنے کا باعث وہ باتیں تھیں جو یکے بعد دیگرے ہوئی تھیں۔ ماما کی فرمائش بلکہ بے حد اصرار پر وہ حرم کو ٹیوشن پڑھانے پر آمادہ ہو پایا تھا مگر بہت جلد عمر کو یہ آمادگی اپنی زندگی کی بھیانک غلطی لگنے لگی۔ وہ اسے دنیا کی نالائق لڑکی لگی تھی تو وجہ کچھ حرم کی پڑھائی میں عدم دلچسپی اور لاابالی پن تھا..... دوسری اہم وجہ عمر کی ذاتی الجھنیں تھیں جن کے باعث وہ ہر وقت جھنجلایا رہتا تھا۔ اسی جھنجلاہٹ میں جب اس نے معمولی غلطی پر حرم کو بے دریغ تھپڑ دے مارا تھا تو صحیح معنوں میں حرم کے سنہرے خوابوں کا تاج محل اس درجہ توہین و تذلیل پہ لمحوں میں بکھر کر رہ گیا تھا۔ اہمیت و محبت کے جواب میں ایسی بے رخی و..... بے اعتنائی کا مظاہرہ اس کے دل کو صرف شاکی نہیں کر رہا تھا بلکہ شدید دکھ سے بھی دوچار کر گیا۔ بات اگر یہیں تک رہتی تب بھی ٹھیک تھا۔ کالج میں ایڈمیشن کے بعد جب اسے پک اینڈ ڈراپ کرنے کی ذمے داری بھی عمر پر ڈالی گئی جسے طوعاً و کرہاً قبول کرتے وہ اسے نصیحت کرنا نہیں بھولا تھا۔

"بات سنو..... کوئی ضرورت نہیں ہے کالج میں کسی کو اپنے اس فضول تعلق کے متعلق ڈھنڈورا پیٹنے کی سمجھیں؟" بے حد روکھے اور سرد انداز میں اسے باور کرایا تو حرم کی آنکھوں سے بچے کھچے خوش فہمی کے باقی ماندہ احساس بھی نوچ کر پھینک گیا تھا۔ اس کے بعد اس حقیقت سے آگاہ ہونا بھی ضروری نہیں تھا کہ عمر نے یہ پابندیاں اس پر کس وجہ سے لگائی تھیں۔ وہ نہ صرف چڑی تھی بلکہ ہرٹ ہوئی تھی..... اس توہین آمیز انداز پر بپھر گئی تھی۔ وہ محبت جو کسی پر بھی آشکار نہ ہوئی تھی۔ ان جذبوں کو اس نے اذیت کی آگ میں جلتے دیکھا تو جواباً انتقام پر اتر آئی۔ نازک، معصوم اور دھیمی اور سبک حرم بہت اکھڑ، ضدی اور بے لحاظ ہو گئی تھی مگر اس کی اصل وجہ سے تو کوئی بھی آگاہ نہیں ہو سکا۔ یہ تو اس کی قسمت اچھی تھی کہ گھر کے سبھی افراد کیئرنگ اور لونگ تھے۔ اس کی بدتمیزی کو اگنور کر کے محبتیں لٹانے میں مصروف..... ایسے میں وہ کہاں تک یہ روش اپناتی جبھی یہ ہتھیار کند ہوئے تھے..... مگر عمر کے لیے نہیں..... اس کا عہد تھا خود سے..... اس نے اس شخص کو اپنے سامنے جھکانا تھا..... بکھیرنا تھا مگر الٹا اسے لگنے لگا تھا کہ وہ خود بکھر گئی ہے..... ٹوٹ رہی ہے..... آذر خان اور اس سے وابستہ ہر بے وقوفی سراسر عمر کی توجہ حاصل کرنا، کسی طرح بھی سہی مگر اسے

اس نظر اندازی سے روکنا تھا..... مگر اک وقت آیا تھا جب اسے لگنے لگا ایسی حماقتیں کر کے اس نے خود اپنی راہوں میں کانٹے بچھا دیے ہیں، عمر کی بے نیازی تو کیا ختم ہوئی۔ وہ تو اسے خود سے کچھ اور بھی فاصلوں پر محسوس ہونے لگا تھا..... اور یہ نقصان ایسا نقصان تھا جو اسے گھنٹوں کے حساب سے رُلاتا تھا، جھنجلائے رکھتا تھا اور قارہ کا خیال تھا۔ وہ آذر خان کی کسی اور میں انوالومنٹ سے ہرٹ ہوئی ہے۔

اب کے عمر کے الفاظ اس کے اندر سناٹے اتار گئے تھے..... اسے واقعی اس کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ یہ خیال ..... یہ احساس جتنا بھی ہتک آمیز اور وحشت انگیز سہی مگر وہ کوئی حتمی فیصلہ کرنے پر ضرور مجبور ہوگئی تھی۔ بہر حال اسے عمر بھر کی بدولت یہ نظر اندازی ہرگز گوارا نہیں تھی۔

☆☆☆

اس نے ٹہلنا موقوف کیا اور مضطرب نظروں کو وال کلاک کی جانب پھیرا..... رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ قارہ اس وقت تک لازمی سو جاتی تھی۔ چاچو اور چاچی تو رات کے کھانے کے بعد ہی اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے۔ ان کی مداخلت کا ہرگز خدشہ نہیں تھا۔ گہری سانس بھر کے اس نے خود کو قدرے کمپوز کیا اور آگے بڑھ کر احتیاط سے دروازہ کھولا۔ راہداری نیم تاریک اور سنسان تھی۔ مدھم روشنی میں میرون کارپٹ کا گلابی ڈیزائن موتیوں کی طرح چمکتا نظر آتا تھا۔ جسے روندتی ہوئی وہ بے آواز قدموں سے آگے بڑھتی عمر حسن کے کمرے کے دروازے پر آن رکی۔ دستک کو اٹھا ہاتھ پھر سے احتیاط کا دامن تھامتا پہلو میں گر گیا۔ مدھم سی آواز پیدا کر کے بھی وہ کسی کو چونکانے کے حق میں نہیں تھی۔ یہ احتیاط اس امر میں رازداری کی اہم ضرورت تھی۔ ناب گھما کر اس نے دروازہ پش کیا اور ڈوبتے دل کے ساتھ اندر قدم رکھ دیا مگر پہلے ہی مرحلے پر شرمندگی اور بوکھلاہٹ سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

"کون ......؟" وہ ڈریسنگ روم سے ہی پوچھنے لگا۔

"سوری میں کچھ دیر میں آ جاتی ہوں۔" اس کی آواز پر وہ واپس پلٹ گئی۔

"مجھے وائٹ ڈریس کی شرٹ ہی نہیں مل رہی..... پتا نہیں قارہ نے دھلائی کے بعد میرے کپڑے واپس کیوں نہیں رکھے۔ وارڈ روب میں..... پلیز تم میری مدد....." حرم ان سنی کیے تیزی سے نکل آئی۔ دل خالی سا تھا مگر اب اس میں عجیب ہلچل سی مچ گئی تھی۔ ہونٹ کچلتے ہوئے وہ واپس اپنے کمرے میں آ کے صوفے پر ڈھے گئی۔ یہ فیصلہ ہرگز بھی آسان نہیں تھا۔ محض انا کی سربلندی کی خاطر وہ ہمیشہ کی دستبرداری اختیار کر سکتی تھی اس سے۔ عمر حسن کی عمر بھر کی ناگواری کو سہنا بھی آسان نہیں تھا۔ وہ اس دہری اذیت سے خود کو بچانا چاہتی تھی۔ اس سے دور بہت دور جا کے..... یہ ضروری تھا اس کے لیے۔

"خیریت.....؟ مجھے لگا تمہیں کوئی کام تھا مجھ سے..... میں نے مناسب سمجھا پوچھ لینا....." اس کی سوچوں کے بہاؤ کو روکنے کا باعث دروازے پر دستک کے بعد ابھرنے والی عمر حسن کی بھاری آواز تھی۔ وہ سلیپنگ گاؤن میں ملبوس آنکھوں میں نیند کے خمار کی سرخی لیے کتنی سنجیدگی سے متوجہ تھا اس کی جانب..... حرم چند ثانیوں کو کچھ بولنے کے قابل ہو سکی نہ اس سے نگاہ ہٹانے کے۔

"اچھا کیا آپ نے ..... یہاں تشریف لے آئے اگر یہ زحمت کر ہی لی ہے تو....." اس نے پہلے خود کو سنبھالا تھا پھر اپنے دل اور نظروں کو قابو میں کرنے کے بعد اپنے مخصوص کاٹ دار لہجے میں گویا ہوئی تھی۔ عمر نے کچھ توقف کیا پھر قدم بڑھا کر کمرے میں اس کے مدِمقابل صوفے پر آ بیٹھا..... اتنا تو وہ بھی جان گیا تھا حرم نے اگر رات کے اس پہر کا انتخاب کیا

ہے تو وہ گھر کے افراد کے سامنے یہ بات کہنے سے گریزاں ہوگی۔ اس نے اپنی سوالیہ نگاہوں کو حرم کے چہرے پر جمایا تھا گلابی چہرہ اس پل متورم اور سُتا ہوا لگتا تھا۔ نم پلکوں کا بوجھل پن دلکشی سمیٹے ہوئے تھا۔

گلابی پھول سی لڑکی

اس کے ذہن میں اِک نظم کا مصرعہ گردش کرنے لگا۔

''تمہیں اندازہ تو ہوگیا ہوگا عمر حسن کہ ہم ذہنی اعتبار سے بہت فاصلے پر ہیں، مجھے نہیں لگتا کہ ہم دونوں اس بندھن کو نبھا سکیں گے جو بہت پہلے ہمارے بزرگوں نے باندھ دیا تھا۔ ہماری رضامندی کو اہمیت دیے بغیر......'' وہ جتنے رسان سے گویا ہوئی تھی، عمر کا چہرہ اسی تیزی سے پھیکا پڑنے لگا۔

''تم میری ناپسندیدگی سے آگاہ تو ہو چکے ہوگے...... ایسے میں تم چاہو گے کہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے کر چلو......؟'' یہاں اس مقام پر جب وہ سب ہار رہی تھی...... اس نے اپنی عزت نفس، انا اور خودداری کو پھر بھی ہارنے نہیں دیا تھا۔ عمر حسن نے ہونٹ بھینچ لیے تھے...... اتنی بے دردی سے اتنی سختی سے کہ منہ میں خون کا نمکین ذائقہ گھلتا محسوس ہونے لگا۔ وہ خاموش تھا، ساکن اور سکتہ زدہ...... وہ جانتا تھا یہ وقت اس کی زندگی میں آنا ہے، اس کے باوجود وہ خود کو تیار نہیں کرسکا تھا تو یہ لازماً اس کی اپنی غلطی تھی۔

حرم نے اس کی جامد خاموشی پہ اسے بغور دیکھا تھا۔ اس مقام پر جب وہ سب ہارنے پر آمادہ تھی مگر دل کے کسی کونے میں ایک خواہش بھی تھی۔ وہ روایتی مشرقی مردوں کی طرح ری ایکشن ضرور دے...... چیخ جائے، اسے بھلے تھپڑ رسید کرڈالے...... مگر اس پر اپنا حق جتائے اور اس کا مطالبہ ماننے سے صاف، صاف انکاری ہوجائے...... اس کی رضا پہ اپنی مرضی کو ترجیح دے اور اس کی ماننے سے صاف انکار کرڈالے مگر یہ سب تب ہوتا اگر عمر حسن کو اس کی ضرورت ہوتی۔ اس کے الفاظ نے ثابت کیا تھا، اسے اس کی ضرورت کبھی تھی نہ ہوگی۔

''ہاں، میں آگاہ ہوں...... اور زبردستی کا قائل بھی نہیں، تم بے فکر رہو میں وہی فیصلہ کروں گا جو تمہاری خواہش کے مطابق ہو۔'' اپنی بات مکمل کرکے وہ اس کے تاثرات دیکھے بغیر چلا گیا تھا۔ حرم...... بے مائیگی اور شکستگی کے احساس سمیت اس سکتے سے نکل کر پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔ اس کا آخری وار بھی بیکار گیا تھا۔ وہ ایک بار پھر جیتنے کی خواہش میں بری طرح کٹ گئی تھی۔ مکمل طور پر ہار گئی تھی۔

☆☆☆

''مجھے ان باتوں سے ہرگز کوئی مطلب نہیں ہے ماما...... میں بس اتنا جانتی ہوں کہ آپ فوراً سے بیشتر واپس آئیں، میں یہاں نہیں رہنا چاہتی، ایک منٹ بھی نہیں۔'' اپنے دھیان میں اندر آتی ہوئی فارعہ نے اس کی غصے چھلکاتی تندوتیز آواز سنی تھی تو ایک دم جیسے دھک سے رہ گئی۔ وہ سیل فون پر محو گفتگو تھی۔ چہرہ غم و غصے کی زیادتی سے جیسے انگارہ ہورہا تھا تو آنکھیں خون چھلکانے پر آمادہ لگتی تھیں۔ دوسری جانب ماما نے کیا کہا تھا فارعہ کو علم نہیں ہوسکا کہ وہ تو اس کی آخری بات کو سن کر ہی شدید قسم کی تشویش میں مبتلا ہوچکی تھی۔

''وجہ بتانا اتنا ضروری نہیں ہے، کیا یہ کافی نہیں ہے کہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتی...... اور سن لیں میرا دماغ ہرگز بھی خراب نہیں ہوا ہے۔'' اب کے وہ چیخنے کے انداز میں کہہ رہی تھی مگر گلے میں اترتی نمی نے اس کی آواز بے تحاشا بوجھل کردی تھی۔ دوسری جانب ماما نے اس مطالبے پہ یقیناً اسے جھاڑ پلائی تھی جبھی وہ ایک دم سے سلسلہ منقطع کرتی طیش میں سیل فون دیوار پر کھینچ مارنے کے بعد یقیناً اگلا اقدام دھواں دھار انداز میں رونے کا انجام دینا چاہتی تھی کہ اس پر نگاہ پڑتے ہی چہرے کو دھواں ہونے سے نہیں بچا سکی۔

''اتنی خفا کیوں ہو حرم؟'' اسے تیزی سے پلٹ کر

باہر جاتے دیکھ کر وہ بے حد لجاجت اور عاجزی سے بولی تھی۔ حرم کے آنسو گالوں پر اتر آئے۔ فارہ کو ان آنسوؤں نے شدید قسم کے کرب سے دوچار کروالا تھا۔

"اگر ہماری کوئی بات بری لگی ہے تو میں معافی مانگ لیتی ہوں۔" اس کی اپنی آواز بھیگنے لگی۔ اسے ابھی ابھی اندازہ ہوا تھا حرم کتنی عزیز ہے اسے۔ اپنی تمام تر بے اعتنائیوں اور بے رخی کے باوجود بھی۔

"تمہیں اگر معاف کر بھی دوں تاں فارہ تو تمہارے بھائی کو نہیں کر سکتی۔ شدید نفرت ہے اس سے مجھے، صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی ہوں میں اس کی۔ اسی لیے یہاں سے جانا چاہتی ہوں، سنا تم نے......؟" وہ نمی بھرے لہجے میں غرائی تھی اور کترا کر بھاگتی چلی گئی جبکہ فارہ سکتے کے عالم میں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ وہ اپنے گھر چلی گئی تھی۔

☆☆☆

اس کی ضد اور خودسری کے سامنے وہ سب بے بس نظر آرہے تھے۔ چاچو تک بھی یہ بات پہنچی تھی اور چاچی...... یہ پہلا موقع تھا کہ حرم کے اتنے شدید رویے کے باوجود وہ حرم سے متنفر نہیں ہوئیں بلکہ اسے بہلانے اور منانے کی کوشش میں مصروف رہیں۔

"ان سب باتوں کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے فارہ! فارگیٹ اٹ......" فارہ کی دلجوئی سے بھی وہ نارمل نہ ہوسکی۔ یہ سب کہتے ہوئے جتنی مایوسی اس کے لہجے میں اتری تھی فارہ کو اس نے مزید اپ سیٹ کردیا تھا۔ کچھ کہے بغیر وہ اس کے سامنے سے ہٹ گئی تھی اور مسلسل عمر کا نمبر ملا کر ایک ہی تقاضا کرتی رہی۔

"آپ فوری طور پر گھر آ کے میری بات سنیں۔"

"خیریت......؟ تم اتنی پریشان کیوں ہو؟"

جواب میں عمر حسن اچنبھے میں گھر گیا۔

"یہ تو آپ کو روبرو ہی بتا سکتی ہوں میں......بس گھر آجائیں فوراً ورنہ میرا دماغ پھٹ جائے گا۔" اس کے ضبط نے جواب دیا تو وہ صرف چیخی نہیں تھی...... سسکیاں بھی بھرنے لگی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ محض آدھے گھنٹے بعد عمر حسن اس کے سامنے تھا۔ تمام تر پریشانی و تشویش کے آثار چہرے پر سجائے ہوئے۔

"فارہ......!" "تم ٹھیک ہو ناں' کیا ہوا ہے؟"

اس کا اضطراب چھلکا پڑتا تھا۔

"اس بات کو چھوڑیں، یہ بتائیں آپ گھر کیوں نہیں آرہے تین دنوں سے؟ کس سے بھاگ رہے ہیں؟ اور حرم کو کیا کہا آپ نے کہ وہ یہاں سے جانے پر مجبور ہوگئی۔" فارہ کی نظریں اس کے چہرے پر جس مشکوک انداز میں جمی تھیں اس کے الفاظ کی نسبت عمر کو ان نظروں کے شاکی...... انداز نے تکلیف سے دوچار کیا تھا۔

"حرم کے تمام فیصلے اس کی ذاتی سوچ اور پسند کے مطابق ہوتے ہیں، میرا ان میں ہرگز بھی کوئی عمل دخل نہیں...... میں تمہیں پہلے بھی سمجھا چکا ہوں، بہتر ہے تم خود کو اس معاملے سے الگ رکھو۔" وہ بولا تو اس کا لہجہ بے حد سرد اور غصیلا ہورہا تھا۔ فارہ تو اس کو اتنے غصے میں دیکھ کر ہی ششدر ہونے لگی۔

"بات سنیں بھائی......! آپ میری بات کا جواب دیے بغیر نہیں جاسکتے۔ اس لیے بھی کہ میں پہلی بار حرم کو نہیں آپ کو غلط سمجھ رہی ہوں۔ اس رات میں نے خود آپ کو آدھی رات کے بعد حرم کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا۔ حرم کے اس فیصلے کے پیچھے یقیناً یہی وجہ......" عمر جو دروازے تک پہنچ گیا تھا کچھ ایسے زمین میں گڑا کہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکا۔ بہن کے الفاظ نے اسے عرق ریز کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ نظریں نہیں اٹھا سکا، اس کی سماعتیں سنسنا رہی تھیں۔ ہونٹ بھینچے وہ ایک لفظ کہے بغیر پلٹا تھا اور راہ میں آئی ہر شے کو ٹھوکروں کی زد پہ رکھتا بے حد خطرناک موڈ میں جس وقت حرم کے سامنے آیا وہ سردرد کی دوا لینے کے ارادے سے کچن میں آئی تھی مگر اسے سامنے پا کر وہ بھی نہایت خوفناک تاثرات کے ساتھ چند لمحوں کو

خائف ہوکر رہ گئی۔

"چلو میرے ساتھ....." اس نے حرم کا ہاتھ دبوچ کر گھسیٹ لیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ..... چھوڑ دو مجھے۔" وہ حواس باختہ ہوکر چیخی۔

"تم خود وضاحت کروگی جو بھی بکواس تم نے فارہ کے سامنے کی ہے سمجھیں؟" اس کی کلائی کو زور دار جھٹکا دیتے ہوئے وہ دبے ہوئے لہجے میں جوابا چلایا تو حرم کی گھبراہٹ الجھن میں بدلنے لگی۔

"واٹ نان سینس..... مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تم کیا چاہتے ہو اور دوسری بات یہ کہ اپنی حد میں رہو۔ میں تمہارا گھر چھوڑ کر یہاں آئی ہوں تو اس کا صاف مطلب یہی نکلتا ہے مجھے تمہاری شکل ہی نہیں دیکھنی۔" اس کے لہجے میں جتنی بھی تلخی اور نخوت تھی وہ اس کے لیے تیار تھا مگر عمر اس پل جیسے تمام لحاظ بھلائے بے حد بھڑکے ہوئے انداز میں اسے بازوؤں سے جکڑ کر اشتعال بھرے انداز میں اپنے روبرو گھسیٹ لایا۔

"تم نے علیحدگی چاہی تھی مجھ سے..... میں یہ تمہارا مطالبہ ضرور پورا کردیتا اگر تم نے اپنا دامن صاف رکھنے کی خاطر مجھ پر کیچڑ نہ اچھالا ہوتا..... میں رات کو تمہارے کمرے میں غلط ارادے سے گھسا تھا اسی لیے تمہیں میرا گھر چھوڑ کر آنا پڑا؟ محترمہ حرمت صاحبہ! یہ فضول کہانی سناتے آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے تھا کہ آپ میری منکوحہ تھیں، میرا عمل کسی بھی لحاظ سے ناجائز نہیں تھا۔ جسے آپ نے ناجائز بنا کر پیش کیا گو کہ تم بھی جانتی ہو میرا ارادہ کیا تھا مگر اس کا بہتان تم اس طرح جگتو گی کہ میں اب ہرگز بھی تمہارے ساتھ تعاون پر آمادہ نہیں ہوں، تمہاری تمام تر ناپسندیدگی کے باوجود تم سے ہی شادی کرنا پڑے گی تو اس کی وجہ صرف اپنی نہیں مجھے تمہاری عزت کا بھی بھرم رکھنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس فیصلے کے پیچھے کوئی اور خاص محرک نہیں ہے۔" ایک، ایک لفظ چبا کر کہتا اسے گھورتا اس پل ہمیشہ سے کہیں زیادہ کروفر اور سفاک لگا تھا وہ حرم کو۔ اس کے اسی شدید موڈ میں واپس لوٹ جانے کے بعد وہ عجیب سی شکستگی کے احساس سے دوچار ہوتی وہیں گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئی۔ اسے سمجھ نہیں آسکی اس شخص کی بدگمانی پر آزردہ ہو یا پھر اس کے ہمیشہ کے لیے مل جانے پر باقی تمام نقصانات بھلا کر خوشی منائے۔

☆☆☆

"یہ تو کمال ہی ہوگیا ہے بھئی! بھائی نے تو بالکل ہیرو والا کام کرکے دکھایا۔ کاش میں نے بہت پہلے ان پر شک کیا ہوتا چاہے جھوٹا ہی سہی۔ ورنہ اب تک جانے بہت پہلے ہی یہ کام انجام پا گیا ہوتا۔" عمر نے جس طرح بات کی تھی ان کی شادی کی تاریخ بھی طے ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ مام اور ڈیڈ نے بھی اعتراض نہیں کیا تھا۔ وہ لوگ حج کی ادائیگی کے فوری بعد پاکستان آرہے تھے۔ البتہ تاریخ مقرر کرکے شادی کی تیاریوں کی اجازت ضرور دے دی تھی پھر وہ جتنی ہراساں تھی سچ کے یہ دن اتنی ہی تیزی سے گزرتے چلے گئے تھے۔

"تم بتاؤ بنو رانی.....! یہیں سے رخصت ہوکر جانا ہے یا آپ کے دولہا راجا کے گھر ابھی سے لے چلیں؟" فارہ جتنی خوش تھی اسی حساب سے اس کا موڈ خوشگوار تھا۔ اتنے ہی چٹکلے سوجھ رہے تھے۔

"تم نے کیا کہا تھا عمر سے فارہ کہ وہ اتنے غصے میں تھا جبکہ تم جانتی بھی ہو کہ میں نے اس کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی تم سے۔" حرم کا ذہن اسی ایک بات پر اٹکا ہوا تھا..... اسے نقصان در نقصان کے اس سلسلے کو روکنا تھا۔ وہ اسے صرف ناپسند نہیں کرتا تھا۔ اسے اب غلط بھی سمجھتا تھا اور زندگی غلط فہمیوں اور نفرت کی نذر کرنا ہرگز عقلمندی نہیں تھی۔

"سوری یار..... اس روز تمہاری محبت میں

میں کچھ ہائپر ہوگئی تھی بھائی سے بات کرتے ہوئے لیکن دیکھو ناں..... نتیجہ تو اچھا ہی نکلا۔" فارہ نے دانت نکالتے ہوئے حد درجہ حماقت کا ثبوت پیش کیا۔ حرم اسے دیکھ کر رہ گئی..... ہونٹ کچلتے ہوئے وہ مضطرب سی بیٹھی رہی۔

"تمہارے دل میں کوئی بات ہے..... جو تمہیں پریشان کررہی ہے تو بتاؤ مجھے؟" فارہ سے اس کی پریشانی مخفی نہیں رہ سکی تھی۔ حرم نے جواب نہیں دیا تو وہ اٹھ کر اس کے قریب آئی کاندھے پر ہاتھ رکھ کر رسانیت سے گویا ہوئی تھی۔

"بھائی کا غصہ تو اتر بھی گیا ہے یار! کیوں خواہ مخواہ پریشان ہوتی ہو۔ مجھے پورا یقین ہے کہ دلہن بن کر تم اتنی پیاری لگو گی کہ ان کی رہی سہی ناراضی بھی دور ہوجائے گی۔" اس کا تسلی دینے کا بھی اپنا ہی انداز تھا۔ حرم بجائے ریلیکس ہونے کے پلکیں جھپک کر آنسو اندر اتارنے لگی۔ فارہ جو اس کی جانب متوجہ تھی کچھ ڈسٹرب نظر آئی۔

"پلیز حرم..... مسکرا دو اب ورنہ میں بھی رو دوں گی....." وہ بسوری تھی حرم نے سرد آہ بھری۔

"وہ بہت نالاں ہیں مجھ سے فارہ.....! سارے بدلے چکائے گا اب..... مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، اتنا کہ جی چاہ رہا ہے کہ گھر سے ہی بھاگ جاؤں۔" وہ واقعی رونے لگی تھی۔ ایک لمحے کو تو فارہ بھی کچھ نہیں بول سکی۔ آزر خان کے حوالے سے اس سے جو حماقتیں سرزد ہوئی تھیں۔ وہ کسی بھی مرد کی انا و غیرت پر تازیانہ ہوسکتی تھی۔

"بس اسی آخری حماقت کی کسر باقی رہ گئی تھی۔ محترمہ اس زحمت کی ضرورت ہے نہیں۔ میں شادی سے ہی منع کردیتا ہوں۔" دنیا بھر کا خشک ترین لہجہ بے حد قریب سے گونجا تھا۔ حرم کے ساتھ فارہ بھی ہڑبڑا کر رہ گئی۔ حرم کے تو اوسان ہی خطا ہوگئے تھے۔ اس کے چہرے پر نگاہ ڈالتے ہی جس پر اتنی خونخواری کا تاثر تھا کہ

اس کا دل لمحے کے ہزارویں حصے میں اچھل کر حلق میں آگیا۔ وہ جیسے بنا آہٹ کے آیا تھا ویسے ہی چلا بھی گیا۔ حرم نے فق چہرے کے ساتھ فارہ کو دیکھا جو سکتہ زدہ سی کھڑی تھی۔ فارہ بوکھلا کر اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"بھائی..... میری بات تو سنیں۔" مگر وہ ان سنی کرکے باہر نکل گیا۔ حرم منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں دباتی بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

"میرے خدایا..... کیا ہورہا ہے یہ میرے ساتھ....." اس کی آہیں کراہوں میں بدلنے لگیں۔ فارہ اسے سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان تھی جو ریت کے مانند ہولے ہولے بکھر رہی تھی۔

☆☆☆

اس نے ہونٹ سختی سے بھینچے اور اپنے کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے ایک دھماکے سے بند کیا تھا۔ اس انکار کا ردعمل اتنا ہی شدید تھا جتنا ہونا چاہیے تھا۔ مما پہ تو جیسے غشی طاری ہونے لگی تھی۔ اتنی سختی سے دوٹوک انکار وہ بھی شادی سے دو دن پہلے جبکہ کارڈ تک بٹ چکے تھے اور شام میں مایوں کی رسم ادا ہونا تھی۔ مہمانوں کے ساتھ خود حرم کی فیملی بھی آج ہی سعودیہ سے یہاں پہنچ رہی تھی۔ عمر جیسے میچور شخص سے تو انہیں ہرگز بھی ایسی جذباتیت اور احمقانہ بات کی توقع نہیں تھی مگر اب وہ جس شدت سے اپنی بات پر اڑا تھا اور کسی کی پروا نہیں کررہا تھا یہ بات بہت تشویش ناک تھی۔ ان کے اعصاب مفلوج ہونے لگے تھے جبھی..... بلڈ پریشر شوٹ کرنے لگا۔

حرم اور فارہ تک بھی یہ خبر پہنچ گئی تھی۔ حرم کا رنگ تو بالکل سفید پڑنے لگا تھا۔ فارہ مما کی پٹی سے لگ کر بیٹھی تو حرم کچھ سوچے سمجھے بنا غم و غصے کی شدید کیفیت میں عمر کے کمرے تک چلی آئی تھی۔ عمر جو بیڈ کی پائنتی پر ٹکا جوتے اتارنے میں مصروف تھا۔ اسے دیکھ کر اس کی پیشانی ناگواری کی شکنوں سے بھرگئی۔

"شادی سے انکار کیوں کررہے ہو تم؟" وہ

مٹھیاں بھینچ کر غرائی۔

"کیا کرنے آئی ہو یہاں......؟ ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر!" اسے گھورتا وہ زور سے دہاڑا...... لیکن وہ ہرگز خائف نہیں ہوئی۔

"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے...... جو پوچھا ہے اس کا جواب دو......" حرم کو آگ سی لگ گئی تھی۔ اس کا لہجہ تند بھی تھا اور تلخ بھی...... عمر کو اسی حساب سے غصہ آیا۔

"میں پابند نہیں ہوں تمہارا سمجھیں......؟ اور اب یہاں سے جاؤ...... میں نہیں سمجھتا کہ کسی وضاحت کی ضرورت اب باقی ہے۔" اس کے بے لحاظ سرد و سفاک انداز نے ایک لمحے کو حرم کو بالکل سن کر کے رکھ دیا مگر اگلے لمحے وہ اس توہین آمیز انداز پر بپھری گئی تھی۔ جبھی ایک جھٹکے سے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"کیسے پابند نہیں ہو تم...... کیوں ضرورت نہیں ہے وضاحتوں کی...... مسز عمر حسن تم میری زندگی سے کھیل جاؤ۔ مجھے تماشا بنا کے رکھ دو، میں چپ چاپ سہہ لوں...... کیوں؟" وہ گھٹی ہوئی آواز میں چیختے ہوئے بولے گئی تھی۔ عمر کا چہرہ جانے کس جذبے کے تحت بے تحاشا سرخ پڑ گیا۔ اس نے پہلے اس کا ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکا تھا پھر درمیانی فاصلہ بڑھایا۔ اس کے بعد بولا تھا اس بھینچے ہوئے لہجے میں ٹوٹتے کانچ کے جیسی چبھن تھی۔

"تماشا میں نہیں تم خود اپنے آپ کو بناتی رہی ہو، یہ تمہاری عزت کا ہی خیال تھا کہ میں اس فیصلے پر مجبور ہوا ہوں۔ تم گھر سے بھاگو، اس میں صرف تمہارا نہیں پورے خاندان کا تماشا لگے گا، یہ منظور نہیں تھا مجھے، بڑے نقصان سے چھوٹا نقصان برداشت کر سکتے ہیں یہ لوگ، نسبتاً چھوٹا غم...... آ جائے گا صبر بھی ان سب کو۔" وہ اب اسے نہیں دیکھ رہا تھا، اس کی آنکھوں کا رنگ اس پل خطرناک حد تک سرخ تھا۔ حرم کا شرمندگی کے ساتھ خفت و ملال سے بھی برا حال ہونے لگا۔ کچھ کہے بغیر وہ گرنے کے انداز میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"بس یہی شکایت تھی آپ کو مجھ سے؟" اس کے گلے کے ساتھ اس کی آواز بھی بھرانے لگی۔ عمر نے جھلا کر اسے اس کے انداز کو دیکھا تھا۔

"ان فضول سوالوں کا اب مقصد......؟"

"آپ اس شادی سے منع نہیں کریں گے۔ عمر پلیز ایسا مت کریں۔" وہ عاجزی سے کہتے سسکی۔ عمر اسی حساب سے جھنجلانے لگا۔

"میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں، جبر کا بھی نہیں، میں جانتا ہوں تم پسند نہیں کرتیں مجھے اور......"

"آپ کچھ نہیں جانتے مسٹر عمر! کچھ بھی نہیں...... بات یہی...... میں بھی اس راز سے پردہ نہ اٹھاتی اگر آج زندگی کے اس اہم موقع پر صورتِ حال یہ رخ نہ لے لیتی۔ آپ سمجھتے تھے میں آپ کو پسند نہیں کرتی......؟ مجھے آپ کی سانولی رنگت پر اعتراض ہے...... عمر!" وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں دبانے لگی۔ آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔

"یہ سب دھوکا تھا، خود کو ڈھانپنے کا ایک بہانہ اور پردہ...... میں آزر خان سے نہیں روزِ اول سے آپ سے محبت کرتی تھی۔ اس سے قبل کہ اس کو عیاں کرتی...... میں نے جانا اس شخص کو میری محبت سے تو کیا مجھ سے بھی غرض نہیں ہے، جسے میرا سامنا خوشی نہیں دیتا جسے اس رشتے کی تشہیر پسند نہیں جبھی وہ اپنا مجھ سے بندھا یہ مقدس تعلق آشکار کرنے سے بالخصوص منع کرتا ہے، وہ عمر ایسی تھی جب میرے جذبے نوخیز تھے اور پذیرائی کے خواہاں بھی، آپ نے ان پر اوس ڈال دی۔ اتنی بے دردی سے کہ میں اندر ہی اندر گھٹتی اور سسکتی رہ گئی۔ توہین اور رد ہو جانے کا احساس اتنا جان لیوا ہوا تھا کہ میں قدم، قدم پر آپ کو رد کرنے اور جھٹلانے میں مصروف ہو گئی۔ بات اگر یہیں تک

رہتی تو بھی ٹھیک تھا میں نے آپ کی توجہ حاصل کرنے کو بے حد فضول حرکتیں شروع کردیں۔ آزر خان سے محبت اور جذباتی وابستگی کا اظہار..... میرا خیال تھا عام روایتی مردوں کی طرح آپ بھی شدید ری ایکشن دیتے ہوئے مجھ پر اپنا حق جتلائیں گے، مجھے اس حرکت سے سختی سے منع بھی کریں گے مگر آپ کی چشم پوشی نے الٹا مجھے بکھیر کے رکھ دیا جب میں نے یہ جانا کہ آپ کو مجھ میں اتنی بھی دلچسپی نہیں کہ.....'' بات ادھوری چھوڑ کر وہ اور شدت سے رونے لگی۔ عمر سکتہ زدہ کھڑا تھا، کھڑا رہا۔ غیر یقینی کے شدید احساس سمیت..... یوں جیسے اس کی کہی ہوئی باتوں نے اچنبھے میں مبتلا کردیا ہو، معاً اس کے تاثرات بدلے، تحیر کی جگہ تنفر نے لی اور چہرے کے عضلات غصیلے انداز میں تن گئے۔ وہ بولا تو اس کا لہجہ بھی تلخ و ترش اور غصیلا پن لیے ہوئے تھا۔

''میں تو روایتی مرد نہیں تھا، ثابت ہوگیا مگر تمہیں بھی خود کو روایتی لڑکی بنا کر پیش نہیں کرنا چاہیے۔ مجبور..... بے بس، لاچار، روایتوں میں جکڑی ہوئی۔ منافق جھوٹی، لوگ چند دن باتیں ضرور کریں گے پھر بھول بھال جائیں گے، تم عمر بھر کے لیے خود کو مصلوب کیوں کررہی ہو؟'' الفاظ ایسے تھے جو خنجر چھریاں بن کر حرمت کو لگے تھے۔ وہ پہلے تو جیسے کچھ بھی نہیں، جب بھی تو غم و غصے اور صدمے کی کیفیت کے باعث پتھرا سی گئی۔ یعنی وہ اتنا ہی سمجھا تھا کہ اسے یا پھر اتنا فاصلے پر تھا اس سے کہ سچ اور جھوٹ کو پرکھ بھی نہیں پارہا تھا۔

''آپ کو میری بات کا اب بھی یقین نہیں؟'' وہ بولی تو اس کی آواز میں بلا کا رنج اترا ہوا تھا۔ گلے کی بھراہٹ لہجے میں اتر آئی تھی۔

''تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم جو کہہ رہی ہو وہ سچ ہے؟'' وہ الٹا خفا ہوا۔

''کوئی ثبوت نہیں ہے، ہاں مگر میں آپ کو یقین دلانے کو کچھ نہ کچھ تو ضرور کروں گی۔'' وہ یک دم بدلی ہوئی مگر خوفناک حد تک سرد آواز میں بولی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ کچھ سمجھتا وہ پلٹ کر بھاگتی کمرے سے نکلی۔ اس کا انداز کچھ ایسا غیر معمولی تھا کہ عمر ششدر سا ہوکر اس کے پیچھے لپکا تھا۔ اسے مجنونانہ انداز میں ٹیرس کی جانب بھاگتے پا کر وہ کچھ اور بھی الرٹ ہوا تھا اور اگر ایک لمحے کی تاخیر ہوجاتی اسے پکڑنے میں تو وہ اسی جنونی کیفیت میں ٹیرس کی ریلنگ سے خود کو نیچے گرا چکی ہوتی۔

''یہ کیا حماقت ہے حرم.....؟'' عمر کے اپنے حواس جھنجھنا اٹھے تھے اس کی اس درجہ حماقت پر۔

''چھوڑیں مجھے، اس بدنامی سے یہ موت ہزار درجے بہتر ہے جو آپ میرا نصیب کرنا چاہتے ہیں۔'' وہ مچلتی تڑپتی پوری قوت سے روتے ہوئے چلائی۔ عمر اسی قدر خائف ہوا۔ بہرحال اس وقت وہ جتنی آکورڈ پوزیشن میں اس کے بازوؤں میں تھی کسی کا سامنا ہرگز بھی مناسب بات نہیں تھی جبکہ حرم اک حشر اٹھا دینے کے درپے تھی۔

''اوکے، اوکے فائن..... ریلیکس حرم! مجھے یقین ہے تمہاری بات کا، وہی ہوگا جو تم چاہوگی، ٹیک اٹ ایزی۔'' وہ اسے نارمل کرنے کو قدرے تیز تیز بولنے لگا تھا اور یونہی تھامے ہوئے کمرے میں لایا۔ حرم ہنوز سسک رہی تھی۔

''پلیز حرم! چپ ہوجاؤ، مان لیا غلطی میری تھی۔'' وہ سخت عاجز ہوا کہہ رہا تھا۔

''تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔'' وہ یونہی سسکتے ہوئے چیخی۔

''سوری.....'' عمر نے بلا جھجک کہا۔ انداز جان چھڑانے والا تھا۔

''میں تمہاری جانب سے اظہار اور ردعمل کی خواہش مند تھی مگر.....''

''ایگین سوری.....'' وہ پھر اسی انداز میں بولا۔

"مجھے دبو اور کمزور مرد اچھے نہیں لگتے جو پسندیدگی کے باوجود اظہار سے ڈرتے ہیں۔" وہ اسی انداز میں بولی تو اب کے عمر زور سے چونکا اور اسے بے ساختہ انداز میں تکتا چلا گیا۔

"پسندیدگی کے باوجود.....؟" اس کا انداز خود کلامی کا تھا۔

"تم کیا سمجھتے تھے کہ مجھے خبر نہیں تھی۔ عمر میرے دھیان کے تمام ارتکاز تمہاری جانب لگے تھے تو کیسے ممکن تھا مجھے تمہارے جذبات و احساسات کی خبر نہ ہو پاتی۔"

وہ صرف شاکی نہیں ہوئی، روہانسی بھی ہوگئی تھی۔ عمر کو انجانی سی ندامت نے آن لیا۔ اسے یکایک احساس ہوا وہ اس بے حد خاص لڑکی کے ساتھ واقعی زیادتی کرتا رہا ہے انجانے میں۔

"اِک بات بتاؤ؟ تم میرا اتنا خیال کیوں رکھتے تھے؟ کیوں میری ہر بات مان لیتے تھے؟ میری بدتمیزیوں کے باوجود تم نے مجھے بھی ڈانٹ کے اس تعلق اور محبت کا احساس کیوں نہ بخشا؟ میں نے کہا مجھے تم سے الگ ہونا ہے، تم نے کہا ٹھیک ہے، کیا تمہیں فرق نہیں پڑتا کہ میں تمہاری زندگی میں نہ ہوں۔" بہتے آنسو پونچھے بغیر وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی۔ عمر کو ندامت کے ساتھ اب پریشانی نے بھی اپنے حصار میں جکڑ لیا۔ وہ ہسٹریک ہو رہی تھی یقیناً بے حد خود ترسی کا شکار.....

"مجھے تمہاری بات ماننا اچھا لگتا تھا۔ میرے نزدیک تمہاری خوشی اہمیت کی حامل تھی۔ اپنی خوشی سے بھی زیادہ..... کیا تمہیں اچھا نہیں لگتا تھا کہ میں تمہیں خود پر فوقیت دیتا تھا۔" وہ بہت سوچ سمجھ کر بولا تھا کہ وہ قدرے پرسکون ہو سکے مگر وہ کچھ اور ہائپر ہوگئی تھی۔ جبھی چیخی۔

"نہیں لگتا تھا اچھا..... عمر مجھے بتاؤ تم مجھ سے محبت کرتے تھے؟ واقعی.....؟" اس کے لہجے میں عجیب سی حسرت تھی۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے حرم! میری محبت کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہوگا کہ میں تمہاری خوشی کی خاطر تم سے دستبردار ہوگیا حالانکہ مجھے عمر بھر ادھورا رہنا تھا مگر....." وہ پہلی بار کھل کر یوں اظہار کر رہا تھا۔ حرم کو لگا اندر بھڑکتی آگ پہ ٹھنڈے چھینٹے گرنے لگے ہوں۔

حرم کچھ دیر اسے آنسو بھری نظروں سے یونہی تکتی رہی پھر آہستگی سے سر جھکا کر بھیگی آواز میں گویا ہوئی۔

"کوئی بھلا ایسا کرتا ہے....." لہجہ یکایک حلاوت لیے ہوئے تھا۔

"کیا اب بھی تمہیں یقین نہیں آرہا کہ میں آزر سے نہیں بلکہ تم سے....." وہ چند ثانیے رکی پھر بولی۔

"یہ بات میں بھی جانتی تھی عمر کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو مگر مجھے اس انداز کی محبت نہیں چاہیے تھی۔ یہ خاموش اور مسکین قسم کی بے بس سی محبت مرد کی شان نہیں ہوتی اگر میں تمہاری محبت تھی تو ڈنکے کی چوٹ پہ اظہار کرتے..... مجھ پر حکومت کرتے نہ کہ میرے تابع بن جاتے..... مجھے تو ایسی ہی محبت چاہیے۔ آئندہ تم مجھے غلط بات پر ضرور ٹوکو گے اگر میں نہ مانوں تو اپنی طاقت کے بل پر منواؤ گے تاکہ....."

"تاکہ..... یعنی؟" وہ اس کے رک جانے پر چونکتا ہوا بولا۔

"تاکہ میں کوئی غلط قدم نہ اٹھا بیٹھوں۔"

"اوکے مادام! پھر ٹھیک ہے..... اب چند دنوں بعد ہی ہماری شادی ہے، تم اس وقت اتنی پیاری لگ رہی ہو، کیا خیال ہے ابھی سے نہ روک لوں تمہیں اس کمرے میں..... آنا تو بالآخر تمہیں یہیں ہے ناں۔" وہ ایک دم پٹری سے اترتا ہوا بے حد گمبھیر لہجے میں بولا تو حرم کی گڑبڑاہٹ دیکھنے لائق تھی۔ وہ تیزی سے بھاگی تھی اور عمر کے قہقہے اس کا دور تک پیچھا کرتے گئے۔